گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام

تحریر:۔ مولانا محمد صدیق صاحب

ہر آدمی اپنے دل کے طبعی میلان اور رجحان کے مطابق کسی نہ کسی آدمی سے بعض وجوہ کی بنا پر محبت کرتا ہے اور بعض دفعہ اس کو بعض خوبیوں کی بنا پر سب سے زیادہ اپنی قلبی محبت کا مستحق سمجھ لیتا ہے اور پھر اس کے متعلق کسی قسم کی کوئی بری بات سننا گوارا نہیں کرتا۔ لیکن اس کے برعکس مسلمان آدمی کے لئے اتنا اختیار نہیں ہے کہ جس کو چاہے اپنی مرضی سے اپنا محبوب بنالے۔ بلکہ اس کو اس معاملے میں بھی (جس طرح دوسرے معاملات میں دینی لحاظ سے) پابند کیا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ اس کائنات میں بسنے والے انسانوں میں سے اگر کوئی شخصیت تیرے لئے سب سے زیادہ محبوب ہو سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف رب العالمین کا آخری رسول خاتم النبیین والمرسلین رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے کہ جن کے متعلق بے ادبی اور گستاخی کی کوئی بات سننا کسی وقت اور کسی صورت میں بھی گوارا نہ ہو بلکہ ان کے متعلق تیرا جذبہ ایمان اکچھ ایس طرز کا ہونا چاہئے کہ

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوۃ اچھی　　مگر میں باوجود اسکے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جبتک کٹ مروں خواجہ بطحا کی حرمت　　خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

رسول اللہ ؐ سے انتہادرجے کی محبت تکمیل ایمان کی علامت ہے

حقیقت میں ایسا ہی جذبہ ایمان کامل کی علامت ہے کہ اگر کوئی موقع آئے تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی خاطر اپنی جان کی بازی لگادے ورنہ ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب کہ کامل رب تعالیٰ کو کامل ایمان مطلوب ہے۔ اس ایمانی جذبہ کو پیدا کرنے کے لئے وہ واقعہ سامنے رکھیے جس کو امام بخاریؒ نے عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے آپؐ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ اپنے دست اقدس میں لے رکھا تھا۔ حضرت عمرؓ کہہ رہے تھے یا

رسول اللہ لانت احب الی من کل شی الامن نفسی۔

اے اللہ کے رسول یقیناً آپ کی ذات اقدس مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پیاری ہے مگر اپنی جان سے۔ آپ نے فرمایا "لا والذی نفسی بیدہ حتی اکون احب الیک من نفسک" نہیں اتنا کافی نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایمان کا معاملہ پورا ہونے والا نہیں۔ جب تک کہ میں تجھے خود تیرے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ سنا۔ تو انشراح صدر ہو گیا۔ فوراً پکار اٹھے۔

فانہ الان واللہ لانت احب الی من نفسی

ہاں ہاں خدا کی قسم اب آپ ؐ مجھے اپنے نفس و جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے تب آنحضرت ؐ نے فرمایا "الان یا عمر !اب اے عمرؓ ایمان کا معاملہ پورا ہو گیا۔" (بخاری مع فتح الباری ۱۱/ ۵۲۳)

بس یہی وہ سچا جذبہ ایمان کی سچی شناخت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی ہے۔

ابو جہل کا انجام :۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک ایک فرد کی زندگی کا مطالعہ کرو تو تم دیکھو گے کہ یہی جذبہ صادقہ ہر ایک صحابیؓ کی زندگی میں موجود ہے یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گستاخی والا کلمہ سننا گوارا نہیں کرتے تھے جنگ بدر کا نقشہ سامنے لاؤ اور دیکھو کہ اس امت کا فرعون اور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ میدان جنگ میں اپنے گھوڑے پر چکر کاٹ رہا ہے اور ادھر اس کی موت دو انصاری جوانوں کے ہاتھوں اس کا خون چوسنے کی منتظر تھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں جنگ بدر کے روز صف کے اندر تھا کہ اچانک مڑا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دائیں بائیں دو نو عمر جوان ہیں ان کی موجودگی سے میں حیران ہو گیا کہ اتنے میں ایک نے اپنے ساتھی سے چھپا کر مجھ سے کہا چچا جان! مجھے ابو جہل تو دکھلا دیجئے۔ میں نے کہا بھتیجے تم اسے کیا کرو گے؟ اس نے کہا (اخبرت انہ یسب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا وجود بھی اس کے وجود سے الگ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہم میں جس کی موت پہلے لکھی ہے وہ مرجائے وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس پر تعجب ہوا اتنے میں دوسرے نوجوان نے مجھے اشارہ سے متوجہ کرکے یہی بات کہی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے چند ہی لمحوں بعد دیکھا کہ ابوجہل لوگوں کے درمیان چکر کاٹ رہا ہے میں نے کہا ارے دیکھتے نہیں یہ رہا تم دونوں کا شکار جس کے بارے میں تم پوچھ رہے تھے ان کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی وہ دونوں اپنی تلواریں لئے جھپٹ پڑے اور اسے مار کر قتل کردیا پھر پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے کس نے قتل کیا ہے؟ دونوں نے کہا میں نے قتل کیا ہے آپؐ نے فرمایا اپنی اپنی تلواریں پونچھ چکے ہو؟ بولے نہیں آپؐ نے دونوں کی تلواریں دیکھیں اور فرمایا تم دونوں نے قتل کیا ہے۔ (صحیح بخاری مشکوۃ ۲/ ۳۵۲'الرحیق المختوم صفحہ ۳۶۱)

دونوں حملہ آوروں کا نام معوذ اور معاذ ہے رضی اللہ عنہما (فتح الباری ۷/ ۲۹۴) سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ۔

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئک فی الاذلین (سورہ المجادلہ ۲۰)

بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رسوا کن انجام اس طرح بیان فرمایا کہ۔

(ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا) (سورہ احزاب ۵۷)

بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کردیا ہے

واقعات کی صورت میں اس آیت کا مصداق ایک گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یوں رسوا ہوا کہ اپنے برے انجام کو پہنچتا ہے۔

توہین رسالت کا مرتکب درندے کے نرغہ میں :۔ امام حاکمؒ اور امام بیہقیؒ نے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ابولہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا (کان یسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم) تو آپ نے بددعا فرمائی اور کہا (اللھم سلط علیہ کلبک) اے اللہ اس پر کوئی کتا سلط کر دے چنانچہ وہ ملک شام کی طرف سفر پر گیا ایک جگہ قافلہ رکا عتبہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا (انی اخاف دعوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے محمدؐ کی بددعا سے خوف لگا ہوا ہے ساتھی کہنے لگے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں سب اس کی حفاظت میں لگ گئے اور اسکے پاس بیٹھ کر نگرانی کر رہے تھے کہ (فجاء الاسد فانتزعہ فذھب بہ) شیر آیا اور اس کو اچک کر لے گیا اور اس کو ہلاک کر ڈالا۔

(مستدرک حاکم ۲ / ۵۳۹، دلائل النبوۃ للبیہقی ۲ / ۳۳۸)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو جنگل کے درندے بھی معاف نہیں کرتے۔ اس کے برعکس محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور فرمانبرداروں کو جنگل کے درندے سلام کرتے ہیں کیا حضرت سفینہؓ کا واقعہ آپ کو یاد نہیں کہ وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سمندر میں کشتی پر سفر کر رہا تھا اچانک کشتی ٹوٹ گئی اور میں ایک تختے پر بہتا ہوا شیروں کی جھاڑی میں جا پہنچا وہاں ایک شیر دھاڑتا ہوا آیا وہ جب میری طرف بڑھا تو میں نے کہ (یاابا الحارث انا مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ (فطاطا راسہ) اس نے یہ سنتے ہی اپنا سر جھکا دیا۔ اور میری طرف بڑھ کر اپنا کندھا میرے بدن سے ملا دیا اور میرے ساتھ ہو گیا جب چلتے چلتے ایک راستے پر پہنچ گئے تو شیر نے مجھے ٹھہرا دیا اور باریک آواز سے کچھ کہنے لگا۔ (فظننت انہ یودعنی) میں سمجھ گیا کہ اب راستے تک پہنچا کر مجھے رخصت کر رہا ہے

(اسد الغابہ ۲/ ۷ /۳۲۷' دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۵ ۴۴ البدایہ والنہایہ ۶/ ۷ /۱۴)

صحابہ کی ایمانی غیرت

اب آپ بنو امیہ بن زید کے خاندان کی ایک عورتؒ عصماء بنت مروان کا رسوا کن انجام ملاحظہ فرمائیں جو سخت اسلام دشمن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں طعن کرتی اور گالیاں بکتی (کانت تعیب الاسلام و توذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ بڑے جی دار اور جانثار نابینا صحابی تھے۔ وہ اس عورت کی اس حرکت پر بہت کڑھتے تھے بالآخر انہوں نے تہیہ کر لیا کہ اس دشمن اسلام اور گستاخ رسولؐ خاتون کا کام تمام کر دیں گے انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں نذر مانتا ہوں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے بخیریت واپس مدینہ آگئے۔ تو میں اس بدبخت عورت کو قتل کردوں گا اس وقت آنحضورؐ بدر میں تھے۔

آپؐ کی بدر سے واپسی کے بعد عمیرؓ بن عدی آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر گئے وہ گہری نیند سو رہی تھی اور اسکے چھوٹے بچے اس کے گرد سوئے ہوئے تھے عمیرؓ بن عدی نے اس کے بچوں کو الگ کیا اور اس عورت کے سینے پر تلوار رکھ کر اسے قتل کر ڈالا۔ وہاں سے چل پڑے اور صبح کی نماز مدینہ میں حضورؐ کی امامت میں آکر پڑھی۔

سلام پھیرنے کے بعد حضورؐ نے عمیرؓ کی جانب دیکھا اور پوچھا اقتلت بنت مروان اے عمیرؓ تم نے بنت مروان کو قتل کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر قربان میں نے یہ کام کر دیا ہے عمیرؓ ڈر گئے کہ اس قتل کی وجہ سے ان کا مواخذہ ہوگا چنانچہ عرض کیا فھل علی فی ذلک من شئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر کوئی تاوان یا پکڑ ہے تو حکم کیجئے' آپؐ نے فرمایا اس معاملہ میں کوئی بھی اختلاف نہیں کر سکتا یعنی اس عورت کی اسلام دشمنی اس حد کو پہنچ چکی تھی کہ وہ اسی انجام کی مستحق تھی۔ آپؐ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہو جو اللہ اور اسکے رسولؐ کے بارے میں کسی کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا

باقی صفحہ ۲۱ پر